

رسائل و مسائل

والدہ اور بیوی کے حقوق

سوال: مجھے درج ذیل تین اہم مسائل درپیش ہیں۔ ان میں میری رہنمائی فرمادیجیے۔

۱- میری ماہانہ تنخواہ ۲۵ ہزار روپے ہے۔ میری دو بیٹیاں ہیں۔ والد صاحب انتقال فرمائے گئے ہیں جب کہ بوڑھی والدہ میری دو چھوٹی بہنوں اور چھوٹے بھائی کے ساتھ علیحدہ رہتی ہیں۔ دو بڑے بھائی ہیں جو الگ رہتے ہیں لیکن والدہ کی کوئی مد نہیں کرتے۔ میں اپنی والدہ کو ہر ماہ ۶ ہزار روپے پر بھیجا ہوں۔ ان کا اس کے علاوہ کوئی ذریعہ آمد نہیں۔ میری بیوی کا میرے ساتھ اس بات پر مستقل جگہدار ہتا ہے کہ میں اپنی بچیوں کا خیال نہیں کرتا، ان کے لیے پیسے جمع نہیں کرتا۔ وہ کہتی ہیں کہ میں یا تو بالکل پیسے نہ بھیجوں یا پھر صرف ۳ ہزار روپے بھیجوں، جب کہ ہمارے گھر میلوں اخراجات بخوبی چل رہے ہیں۔ میرے لیے ناممکن ہے کہ بوڑھی والدہ کو بے یار و مددگار چھوڑ دوں۔ جھگڑے سے بچنے کے لیے میں کیا روایہ اختیار کروں؟

۲- میں ہر ماہ والدہ سے ملنے آبائی گھر بھی جاتا ہوں جس پر خرچ بھی احتساب ہے۔ میری بیوی اس پر جھگڑتی ہیں اور کہتی ہیں کہ چار پانچ ماہ بعد جایا کروں، ماہانہ خرچ بھی بھیجتے ہیں اور ہر ماہ جاتے بھی ہیں، یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ میرے لیے ناممکن ہے کہ والدہ کو نہ ملوں۔

۳- میں جماعتِ اسلامی کا رکن بھی ہوں۔ دفتری مصروفیات کے بعد کچھ نہ کچھ وقت تحریکی کاموں کو دیتا ہوں۔ پھر چھٹی کے روز چونکہ طویل پروگرام ہوتے ہیں، ان میں بھی شرکت کرتا ہوں۔ وہ اس بات پر جھگڑتی ہیں کہ میں دفتریاً جماعت کو زیادہ وقت دیتا ہوں، گھر اور بچیوں کے لیے میرے پاس کوئی وقت نہیں۔ میری ابلیس طالب علمی کے زمانے سے جمیعت کی مخالف تنظیم کی سرکردہ رکن رہی ہیں۔ وہ اپنے کا مطالعہ بھی نہیں کرتی ہیں بلکہ مجھے نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد جانے سے روکتی ہیں اور با اوقات بچیوں کو پیچھے لگادیتی ہیں۔ سختی کروں تو کہتی ہے کہ جماعتیوں کا اپنی بیویوں سے صحیح رویہ نہیں ہوتا۔ میرے لیے تحریک مقدمہ زندگی ہے۔ میں نے ایک بار کہا بھی کہ جماعت

اسلامی یا یہودی میں سے ایک کو ترجیح دینا پڑی تو جماعت کو ترجیح دوں گا۔ گھر میں جھگڑے اور مستقل تناؤ کی کیفیت ہے۔

جواب: آپ کا خط ہمارے آج کے معاشرتی ماحول کی بہترین عکاسی اور بعض بنیادی زمینی حقائق کی نشان دہی کرتا ہے۔ آپ کی الہیہ کا مطالبه کہ آپ ان کو اور اپنی بچیوں کو وقت دیں اور خصوصاً اتوار کا دن صرف ان کے لیے وقف کر دیں حتیٰ کہ نماز بھی گھر میں ادا کریں، یہ ظاہر کرتا ہے کہ الحمد للہ آپ کی الہیہ آپ سے بہت قبلی تعلق رکھتی ہیں اور اس بنا پر چاہتی ہیں کہ آپ ان کی نگاہوں کے سامنے گھر میں رہیں۔ مزید یہ کہ وہ آپ کی بچیوں سے بھی بہت محبت کرتی ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت اور مستقبل کی ضروریات کی طرف سے فکر مندی کی بنا پر چاہتی ہیں کہ آپ ان کے لیے جو کچھ مال و زر بچا سکتے ہیں، محفوظ کر لیں تاکہ انھیں آئندہ کوئی تکلیف نہ ہو۔ یہ دونوں پہلو بہت قابل قدر ہیں۔ لیکن اپنے اور آپ کے اور آپ کی بچیوں کے مستقبل کے حوالے سے ایک اہم پہلو جو غالباً ان کی نگاہ سے او جھل ہو گیا اسے قرآن کریم میں یقینی طور پر آنے والے دن (الیوم) سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کہیں اسے یومِ عظیم کہا ہے، کہیں یوم الفرقان، یوم الآخر اور یوم الدین۔

درachiل ہم آج کی ضروریات اور خواہشات میں اتنے گم ہو جاتے ہیں کہ یقینی طور پر واقع ہونے والی کل کو بھول جاتے ہیں۔ بچیوں کی تعلیم، ان کے لیے ساز و سامان کی فراہمی اور وقت آنے پر ان کے ہاتھ رکھنی کر کے انھیں اپنے گھر کا بانا، یہی وہ فوری معاملات ہیں جو ہمارے ذہن پر چجائے رہتے ہیں۔ ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک دن اپنی دولت، وقت، صحت اور سب سے بڑھ کر ادا یگی حقوق کا حساب دینا ہے اور یہاں کی چند روزہ زندگی کے مقابلے میں ایک بہیشہ بہیشہ کی زندگی میں داخل ہونا ہے۔ اس زندگی میں اگر اہل خانہ سکون، آرام اور راحت میں نہ ہوں تو ماں باپ کو بھی کبھی چین نہیں آ سکتا۔ اس لیے اس زندگی میں اولاد اور یہوی کی صرف اس خواہش کا احترام کرنا چاہیے جو صاحب خانہ اور اہل خانہ کو آخرت میں مشکل پر بیٹھانی اور تکلیف میں بدلانا کرے۔

اب آئیے قرآن کریم کی روشنی میں دیکھتے ہیں کہ ایک شخص جو کچھ کہاتا ہے، اس مال پر کس کا حق ہے۔

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے:

يَسْأَلُونَكُمَاذَا يُنْفِقُونَ طَلْلَ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلَلَّوَالَّذِينَ وَالْأَقْرَبُونَ وَالْيَتَامَى
وَالْمَسْكِنِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ طَوْمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝ (۲۱۵)

پوچھتے ہیں، ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دو کہ جو مال بھی تم خرچ کرو اپنے والدین پر اقرباً پر تیمور اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔ اور جو بھلائی بھی تم کرو گے اللہ اس سے باخبر ہو گا۔

یہاں اپنی کمائی خرچ کرنے کے حوالے سے سب سے پہلے والدین کا حق قیامت تک کے لیے ط

کردیا گیا ہے۔ پھر اقرباً، بیوی، اولاد اور دیگر شترے دار اور پھر قیمتیں، مسکین اور مسافر۔ گویا اہمیت کے لحاظ سے والدین کا ذکر خود اپنی اولاد اور بیوی سے پہلے کیا گیا۔ اس بات کو سورہ بنی اسرائیل میں ”والدین کے ساتھ احسان کرو“ (۲۹:۱۷) کہا گیا۔ یہاں احسان کا مفہوم وہ نہیں جو ہم اردو میں سمجھتے ہیں بلکہ قرآن میں اس کا مفہوم بہترین، احسن اور بد رجہ کمال ایک کام کا انجام دینا ہے جسے ہم perfection اور excellence کہتے ہیں۔

والدین اور خصوصاً والدہ کا عملی شکر یہ اپنی خدمت، محبت، احترام اور ان کی ہر خوشی پوری کرنے کی شکل میں کرنے کا حکم بھی قرآن کریم نے یوں دیا: ”یاد کرو جب لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کر رہا تھا تو اس نے کہا: ”بیٹا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“ اور یہ حقیقت ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کا حق پہچانے کی خود تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف انھا کر اسے پہیت میں رکھا اور دو سال اس کا دودھ چھوٹے میں لگے (اس لیے ہم نے اس کو نصیحت کی کہ) میرا شکر کر اور اپنے والدین کا شکر بجالا۔“ (لقمان ۳۱:۱۳) اس بات کو سورہ الاحقاف (۱۵:۳۶) اور سورہ العنكبوت (۲۹:۸) میں دہرا یا گیا۔ اسی طرح سورہ بنی اسرائیل میں واضح احکام اس سلسلے میں دیے گئے ”ان کے ساتھ نیک سلوک کرنا“، ایک یادوں کے بوڑھے ہونے کی شکل میں ”انھیں اُف تک نہ کہنا“، ”احترام سے بات کرنا“ اور ان کے لیے ہر وقت دعا کرنا کہ ”پورا گاران پر حرم فرمابا جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔“ (۲۳:۱۷-۲۴)

ان آیات قرآنی سے یہ بات واضح ہو کہ ہمارے سامنے آ جاتی ہے کہ اولاد کا والدین پر خرچ کرنا، ان سے زمی، محبت و احترام سے بات کرنا، ان کا کہنا مانا، ان کی خوشی کرنا، اور ان کے لیے دعا کرنا یہ والدین کا حق ہے۔ آپ کو علم ہے، حق کسی پر احسان نہیں ہوتا بلکہ اس کا ادائے کرنا گرفت کا باعث بنتا ہے۔

ایک حدیث صحیح میں یوں آتا ہے کہ ایک صحابیؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر یہ شکایت کی کہ وہ مالی طور پر زیادہ مستحکم نہیں ہیں، جب کہ ان کا بیٹا مالی طور پر مستحکم ہے اور ان پر خرچ نہیں کرتا۔ آپؓ نے ان صحابیؓ کے بیٹے کو بلا کر فرمایا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ کی مشہور حدیث، جس میں کسی کے پوچھنے پر آپؓ نے تین مرتبہ فرمایا کہ ”حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق مال ہے“ (بخاری)، کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پھر مسلم کی وہ حدیث جس میں آپؓ نے تین مرتبہ فرمایا: ”اس کی ناک آلو دھو (یعنی ذلیل ہو)۔“ لوگوں نے پوچھا کہ کون ذلیل ہو؟ آپؓ نے فرمایا: ”وہ شخص جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، ان دونوں میں سے ایک کو یادوں کو پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔“

اتی واضح قرآنی آیات اور احادیث کی موجودگی میں صرف وہی شخص جو آخرت میں ذلیل ہونا چاہتا ہو اپنی ماں یا باپ پر خرچ کرنے سے ہاتھ روکے گا۔

گویا آپ کا اپنی والدہ دوچھوٹی بہنوں اور ایک چھوٹے بھائی پر خرچ کرنا ان کا حق اور آپ کا فریضہ ہے۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو نہ صرف آپ بلکہ جو آپ کو اس فریضے سے باز رکھے وہ بھی جواب دی میں شریک ہو گا۔ اپنی الہیہ اور بچیوں کی ضروریات پورا کرنے کے بعد آپ جو رقم بھی والدہ بہنوں اور بھائی پر خرچ کریں حقیقتاً وہی آپ کی اصل بچت ہے جس کا اجر آپ کو آپ کی الہیہ اور بچیوں کو بھی ان شاء اللہ ملے گا۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ آپ اپنے تمام مالی معاملات الہیہ کے حکم سے طے کریں۔ نہ یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے حقوق کی ادائیگی ان سے جھوٹ بول کر کریں۔ آپ کی الہیہ کو بھی یہ بات سمجھنی چاہیے کہ آپ کی کمائی میں ان سے پہلے آپ کے والدین کا حق ہے۔

آپ کا اپنی والدہ سے ہر ماہ جا کر ملاقات کرنا یعنی اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اس میں چھ سات گھنٹے لیں یا زیادہ یا ان کا حق ہے۔ اس کا کوئی تعلق ماہانہ خرچ کے ساتھ نہیں ہے۔ قرآن کریم نے اسے ”صلوحی“ یعنی رشتے کے احترام سے تعبیر کیا ہے، جب کہ ایسا نہ کرنا ”قطع رحمی“ یا رشتہ کو توڑنا قرار دیا ہے۔ مجھے یقین ہے آپ کی الہیہ اپنی اولاد کے بارے میں بھی یہ پسند نہیں کریں گی کہ جب آپ کی اولاد بڑی ہو جائے تو وہ انھیں اور آپ کو اپنی محبت اور تعلق سے آگاہ کرنے کے لیے سال میں صرف ایک مرتبہ ایک کارڈ پر یہ لکھ کر بھجن دیا کریں کہ ”مجھے آپ سے بہت محبت ہے“، بلکہ وہ لازماً یہ چاہیں گی کہ ان کی اولاد ان کی مزاج پر سی اور دل جوئی کے لیے کم سے کم وقفے کے بعد ان سے آ کر ملتی رہے۔

جہاں تک آپ کی تحریکی ذمہ داریوں کا تعلق ہے، اپنے اتوار کے اوقات کار کو اس طرح مرتب کیجیے کہ دعوتی کام کے ساتھ کچھ وقت گھر میں بھی دے سکیں۔ گھر کا ماحاذ باہر کے ماحاذ سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ ترمذی میں حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: ”سب سے بہتر ذخیرہ اللہ کو یاد کرنے والی زبان اور اللہ کے شکر کے جذبے سے معمور دل اور نیک بیوی ہے جو دین کی راہ پر چلنے میں اپنے شوہر کی مددگار بنتی ہے۔“ اگر آپ کی محبت بھری کوشش سے آپ کی الہیہ اس حدیث کے مصدقہ بن جائیں تو تحریک اسلامی ہی کام ہے۔

گھریلو ماحول کو بہتر بنانا آپ دونوں کی ذمہ داری ہے۔ حدیث شریف میں سربراہ خاندان کو اپنے اہل خانہ پر مسئول کیا گیا ہے۔ لیکن اس حدیث میں یہ بات بھی فرمائی گئی ہے کہ ایک بیوی اپنے شوہر کے مال اور بچوں پر مسئول، نگراں یا جواب دہ ہے۔ باہمی انسانی تعلقات ایک بہت نازک معاملہ ہے۔ اس میں قانونیت کی جگہ حکمت، محبت و مودت زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ اگر آپ کی الہیہ تحریکی کی لشکر پر میں دل پھی نہیں

لیتیں تو اس کا سبب تھا وہ نہیں، خود آپ کا طریقہ دعوت بھی ہو سکتا ہے۔ اگر آپ اپنی الہیہ کو ہدایات دینے کی جگہ ان سے اپنے لیے ہدایت طلب کریں اور دریافت کریں کہ فلاں معاملے میں مجھے کیا کرنا چاہیے، اس مسئلے میں قرآن و سنت کیا کہتے ہیں، تو وہ آپ کو مطمئن کرنے کے لیے قرآن و حدیث کے مطالعے پر مجبور ہوں گی اور ان شاء اللہ، اللہ کے کلام اور اللہ کے رسولؐ کی سنت کا مطالعہ براو راست کریں گی تو اس کام کی برکت سے ان کی فکر خود بخود تبدیل ہوگی۔ آپ کا یہ کہنا کہ اگر انتخاب کرنا ہو تو تحریک آپ کی اذیت ہوگی، ایک قبل قدر جذبہ ہے لیکن اس بات کا کہنا حکمت کے منافی ہے۔ آپ کے یہ کہنے کے بعد اگر آپ کی الہیہ تحریک کے ساتھ سوکن کی طرح پیش آتی ہیں، تو یہ بالکل فطری بات ہے۔ کوشش کیجیے کہ نہ آپ کا کچھ کہنا حرف آخر بونہ وہ ضد کو اپنا کیں، بلکہ دونوں خلوصی نیت کے ساتھ قرآن و حدیث سے رہنمائی طلب کریں۔ اس طرح بغیر کسی "انا" کے نکراوے کے آپ دونوں کو فکری یک جھنی کا موقع ملے گا۔

نماز باجماعت کے اجر اور افضل ہونے پر احادیث میں واضح ہدایات پائی جاتی ہیں۔ آپ محبت اور نرمی سے ان احادیث کو اپنی الہیہ سے پڑھوا کر سینیں اور ان سے پوچھیں کہ ان پر کس طرح عمل کیا جائے۔ اپنی بچیوں کو بھی ان احادیث کو سننے اور سمجھنے پر آمادہ کریں تاکہ جب آپ باجماعت سے نماز پڑھنے جائیں تو وہ بجائے راستہ روکنے کے خوش ہوں۔ بیوی بچوں کے ساتھیتی کے رویے کی جگہ محبت و نرمی کا رویہ سنت اور قرآن کو مطلوب ہے۔ بنی کریمؐ اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے زیادہ اچھے محبت کرنے والے اور دوسروں کی فکر کرنے والے تھے۔ اس لیے آپ کو بھی محبت اور نرمی سے اپنے اہل خانہ کو تحریک سے قریب لانا چاہیے۔

(پروفیسر ڈاکٹر انیس احمد)

مقبوضہ کشمیر میں قربانی

س: میں عید الاضحیٰ کے موقع پر مقبوضہ کشمیر میں قربانی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے قربانی کا اہتمام کرنے والی تنظیم سے طریقہ کار دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہر سال عید سے قبل جانور کی قیمت کا اندازہ لگا کر قربانی کی قیمت کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ قربانیوں کی متوقع تعداد کا اندازہ لگا کر رقم پہلے ہی مقبوضہ کشمیر بھیج دی جاتی ہے اور شہدا، متأشرین اور مجاہدین کے گھروں میں قربانی کا انتظام بھی بروقت کر لیا جاتا ہے۔ ملک اور یروں ملک سے لوگ قربانی کی رقم عید سے ایک روز پہلے تک جمع کرواتے رہتے ہیں۔ حقی تعداد مقبوضہ کشمیر میں تنظیمیں کو بتا دی جاتی ہے۔ اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ جانوروں کی تعداد ان لوگوں کی طرف سے پوری کر لی جائے جو قربانی کرنا چاہتے